INSIGHT OF QURAN
EDUCATION FOR WOMEN

/INSIGHTOFQURAN

WHERE TRUTH STAND ALONE

کربلا: حق کی اخری حد
حق تنہا، مگر شکستہ نہیں تھا

EP:13

اہل بیتِ اطہارؑ کی شہادتیں
اور آلِ رسولؐ کی شجاعت

رکیں اور خود کو کربلا میں تصور کریں:

10 محرم الحرام کی سخت گرمی کی سہ پہر۔

کربلا کی زمین پر اب انصار اور اصحاب کے لاشے بکھرے تھے۔ خیموں کے سامنے صفِ ماتم بچھی ہے، لیکن بنو ہاشم کی غیرت اب بھی آسمان سے اونچی ہے۔ اب وہ مرحلہ آ چکا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کے اپنے جگر گوشے، فاطمہؑ اور علیؑ کے پوتے، اور حسنؑ و حسینؑ کے لعل ایک ایک کر کے اذنِ جہاد مانگ رہے ہیں۔

اہل بیتِ اطہار میں سے سب سے پہلے جس جوان نے میدان کا رخ کیا، وہ امام حسینؑ کے 18 سالہ فرزند حضرت علی اکبرؑ تھے۔ آپؑ کی شکل، آواز اور چلنے کا انداز بالکل اپنے نانا رسول اللہ ﷺ جیسا تھا۔ جب بھی مدینہ میں لوگوں کو اللہ کے رسولؐ کی یاد آتی، وہ علی اکبرؑ کے چہرے کو دیکھ لیا کرتے تھے۔

جب حضرت علی اکبرؑ اذنِ جہاد مانگنے آئے، تو امام حسینؑ نے ایک لمحہ بھی انہیں نہیں روکا، لیکن آپؑ کی آنکھوں سے زار و قطار آنسو جاری ہو گئے۔ امامؑ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر فرمایا:

"اے اللہ! اس لشکر پر گواہ رہنا، ان کی طرف ایک ایسا جوان جا رہا ہے جو خلقت، اخلاق اور گفتگو میں تیرے رسولؐ کے سب سے زیادہ مشابہ ہے۔ ہم جب بھی تیرے نبی کی زیارت کا شوق رکھتے، تو اس کے چہرے کو دیکھ لیتے تھے۔"

علی اکبرؑ پیاس کی شدت کے باوجود شیر کی طرح میدان میں اترے۔ انہوں نے یزیدی صفوں کو چیر کر رکھ دیا اور درجنوں جنگجوؤں کو ڈھیر کیا۔ لیکن تین دن کی سخت پیاس اور دھوپ نے انہیں نڈھال کر دیا۔ اسی دوران مرہ بن منقذ نامی بدبخت نے ان کی پشت پر نیزے کا وار کیا، اور علی اکبرؑ گھوڑے کی یال پر گر گئے۔ انہوں نے تڑپ کر آواز دی: "بابا! میرا آپ پر آخری سلام ہو!"

امام حسینؑ دوڑتے ہوئے مقتول بیٹے کے پاس پہنچے، ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور رو کر فرمایا:

"بیٹا! تمہارے بعد یہ دنیا جینے کے قابل نہیں، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کتنے جری (نڈر، بے باک) ہو گئے ہیں!

علی اکبرؑ کی لاش خیموں میں آئی، تو کہرام مچ گیا۔ اسی دوران امام حسن مجتبیٰؑ کے کمسن بیٹے حضرت قاسمؑ (جن کی عمر بعض مراجع کے مطابق صرف 13 سے 14 سال تھی) اپنے چچا حسینؑ کے پاس آئے۔ امام حسینؑ اپنے بھائی کی اس نشانی کو دیکھ کر تڑپ گئے اور انہیں گلے سے لگا کر دونوں چچا بھتیجے دیر تک روتے رہے۔ امامؑ انہیں میدان میں بھیجنے کو تیار نہیں تھے، لیکن حضرت قاسمؑ کا اصرار حد سے بڑھ گیا۔ آپؑ نے اپنے بھائی حسنؑ کا عمامہ قاسمؑ کے سر پر سجایا اور اذنِ جہاد (حکم جہاد) دیا۔

شہزادہ قاسمؑ کا تذکرہ کرتے ہوئے مورخین لکھتے ہیں کہ ان کا قد اتنا چھوٹا تھا کہ ان کے پاؤں گھوڑے کے رکاب تک نہیں پہنچ رہے تھے اور ان کے ہاتھ میں موجود تلوار زمین کو چھو رہی تھی۔ لیکن جب وہ میدان میں آئے، تو ان کی شجاعت ہاشمی تھی۔ وہ شیر کی طرح لڑ رہے تھے کہ اچانک عمرو بن سعید ازدی نے ان کے سر پر تلوار کا وار کیا۔ قاسمؑ نے زمین پر گرتے ہوئے چچا کو پکارا:

"یا عمّاہ! (اے میرے چچا!)"

امام حسینؑ باز کی طرح جھپٹے اور اس قاتل کا ہاتھ کہنی سے کاٹ دیا۔ لیکن جبتک امامؑ قاسمؑ کے پاس پہنچے، یزیدی گھوڑوں کے سوار خوف کے مارے پیچھے ہٹے اور ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں تلے شہزادہ قاسمؑ کا نازک جسم پامال ہو گیا۔ جب امامؑ نے قاسمؑ کی لاش کو اٹھایا، تو ان کے پیر زمین پر گھسٹ رہے تھے، امامؑ نے بوجھل دل سے ان کی لاش کو بھی خیمہ ٔ شہداء میں پہنچایا۔

(بحوالہ: تاریخِ طبری، جلد 4، صفحہ 341 / الکامل فی التاریخ، جلد 4، صفحہ 74)

اب خیمے سے سیدہ زینبؑ کے دو پیارے لعل، حضرت عونؓ اور حضرت محمدؑ میدان میں آئے۔ یہ دونوں جعفر طیارؓ کے پوتے اور عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ انہوں نے اپنی ماں کی تربیت کا حق ادا کرتے ہوئے یزیدی لشکر کو دن میں تارے دکھا دیے اور بہادری سے لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔

سیدہ زینبؑ کی عظمت دیکھیے کہ جب ان کے دونوں بیٹوں کی لاشیں خیمے میں لائی گئیں، تو وہ خیمے سے باہر نہیں آئیں تاکہ ان کے بھائی حضرت حسینؑ ان کے سامنے شرمندہ نہ ہوں۔

اس کے بعد امام علیؑ کے دیگر صاحبزادے (حضرت جعفرؑ، حضرت عثمانؑ اور حضرت عبد اللہؑ) میدان میں گئے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان کو قربان کر دیا۔

کاروانِ حسینی کا ایک ایک چاند کربلا کی ریت پر غروب ہو رہا تھا، اور اب خیمے میں مردوں میں صرف امام حسینؑ، علمدار عباسؑ اور بسترِ علالت پر موجود حضرت سجاد (امام زین العابدینؑ) باقی رہ گئے تھے۔

آج کا نوجوان ذرا رک کر اہل بیتِ اطہار کی ان قربانیوں کے فلسفے کو سمجھے۔

دنیا کا کوئی لیڈر اپنے جوان اور خوبصورت بیٹوں، بھتیجوں اور بھانجوں کو موت کے منہ میں سب سے پہلے نہیں بھیجتا۔ وہ ہمیشہ اپنے خاندان کو بچاتا ہے اور دوسروں کے بچوں کو آگے کرتا ہے۔ لیکن حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے تاریخ کو بدل کر رکھ دیا۔
انہوں نے اپنے نانا کے دین کو بچانے کے لیے سب سے پہلے اپنے شبیہِ مصطفیٰ بیٹے علی اکبرؑ کو پیش کیا۔

/INSIGHTOFQURAN

حسینی کردار یہ سکھاتا ہے کہ جب کوئی بڑا نظریہ خطرے میں ہو، تو اپنی سب سے پیاری اور قیمتی چیز کو بھی سچائی کی راہ میں قربان کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ قربانی کا یہ معیار صرف اور صرف آلِ محمدؐ کا ہی ہو سکتا ہے۔

بنو ہاشم کے تمام جوان رخصت ہو چکے ہیں... اب خیمے کے باہر شیرِ خدا کا سب سے بہادر بیٹا، غازی عباسؑ کھڑا ہے، جس کی آنکھوں میں بچوں کی پیاس دیکھ کر اب ضبط کا دامن چھوٹ رہا ہے...

اگلی قسط

کربلا کا سب سے مظلومانہ معرکہ: علمدارِ حسینی، غازی عباسؑ کا پانی کے لیے آخری سفر۔ جب فرات پر قبضہ کرنے کے بعد بھی عباسؑ نے پانی کیوں نہیں پیا؟

دونوں بازو کٹ جانے کے بعد مشکیزے کو دانتوں سے سنبھالنا اور پیاسے سقا کی شہادت۔